تریلوک کول

فن کی دُنیا میں عزت اور احترام کی نظروں سے دیکھے جانے والے شری تری لوک کول فنِ مصوری کی اس اولین نسل سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے کشمیر میں ترقی پسند فنکاروں کی انجمن کی بنیاد ڈالی۔ ان کے ہمعصر فنکاروں میں شری پی۔ این۔ کاچرو، شری سوم ناتھ بھٹ، غلام رسول سنتوش، بنسی پارمو، کشوری کول وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ ان فنکاروں نے ریاست میں فنِ مصوری کی پرداخت میں اپنا خونِ جگر صرف کر کے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ تری لوک کول کا تعلق شالہ کدل سرینگر سے ہے۔ ۱۹۳۹ء کی بات ہے جب وہ تیرہ برس کے تھے انہوں نے فنِ مصوری کو چیلنج کے طور پر قبول کیا اور مصوری ان کے لئے جنون کی صورت اختیار کر گئی۔ ۱۹۴۸ء میں ممبئی کے مشہور مصوّر رضا سے ملنے کے بعد میں ان کی زندگی میں بہت بڑی تبدیلی واقع ہوئی اور انہوں نے شری کول کو فنِ مصوری کے اسرار و رموز سکھائے اور وہ تن من دھن سے اسی فن کے ساتھ جڑ گئے جس کی وجہ سے ان کی مصوری میں سنجیدگی آ گئی۔ ۱۹۴۹ء میں سرکاری نوکری کو خیر باد کہا۔ اگرچہ تریلوک کول اخبار کے ایڈیٹر، اُستاد، ٹریولنگ سیلز مین، بیمہ ایجنٹ وغیرہ پیشوں سے بھی وابستہ تھے تاہم ان کا رجحان فنِ فصوری کی طرف زیادہ تھا۔

مصوری کی باقاعدہ تربیت حاصل کرنے کی غرض سے انہوں نے ۱۹۵۲ء میں بروڈہ یونیورسٹی میں داخلہ لیا جہاں انہیں پروفیسر بیدر کے تحت کام کرنے کا موقع ملا اور انہوں نے مصوری میں تکنیک کے تنوع کے متعلق جانکاری حاصل کی۔ اس کے علاوہ فنِ مصوری کی تاریخ، اس کی تھیوری، جمالیات اور دوسرے متعلقہ فنون کا مطالعہ کیا۔ انہیں مصر کی دیواری تصویروں، جین مت کی چھوٹی تصویروں اور میکسیکو کے میورلرس نے کافی متاثر کیا اور دنیا کے عظیم مصوروں کی تصویروں سے خاصے متاثر تھے اور ان کے عظم کارناموں نے انہیں نئی جِلا بخشی اور متحرک کیا۔ شری کول نے سکول آف ڈائزئن سرینگر میں ڈائریکٹر کی حیثیت سے بھی کام کیا اور اس ادارے میں کشمیری دستکاری کو فروغ دیا اور اسے جدید خطوط پر اُستوار کرنے میں کافی کوشش کی۔

انہیں آئل پینٹنگ کے زمرے میں اکیڈیمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز کی طرف سے ایوارڈ حاصل ہوئے ہیں اور ان کے شہکار کارناموں میں ''سرینگر سے بروڈہ تک'' کے عنوان سے بنی ہوئی تصویر شامل ہے۔ اس کے علاوہ بروڈہ اور دوسرے ممالک میں ان تصویروں کی کافی نمائش اور پذیرائی ہوئی۔ اس وقت بھی اپنی پیرانہ سالی کے باوجود وہ فنِ مصوری کو آگے لے جانے کے لئے اپنے آپ کو وقف رکھے ہوئے ہیں۔

عبدالغنی شیخ

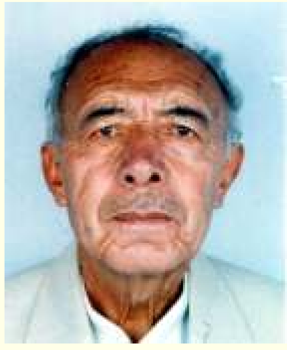

ریاست کے معروف ادیب، افسانہ نگار اور لداخ کی تمدنی تاریخ پر گہری نگاہ رکھنے والے عبدالغنی شیخ قصبہ لیہہ لداخ میں ۵ر مارچ ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم لداخ کے مقامی اسکول سے حاصل کی، اس کے بعد کشمیر یونیورسٹی سے ادیب فاضل اور بی۔ اے آنرس کے امتحانات امتیازی پوزیشن کے ساتھ پاس کئے۔ اس کے بعد انہوں نے راجستھان یونیورسٹی سے ایم۔ اے۔ ہسٹری کا امتحان امتیاز سے پاس کیا۔ عبدالغنی شیخ نے اپنے کیریئر کا آغاز محکمہ اینمل ہسبنڈری میں بحیثیت سٹاک اسسٹنٹ کے طور پر کیا اور بعد میں محکمہ تعلیم میں اُستاد تعینات ہوئے لیکن یہاں بھی زیادہ دیر نہیں رہے اور وزارتِ اطلاعات ونشریات میں فیلڈ پبلسٹی آفیسر کے طور پر ان کی تقرری ہوئی اور ترقی پا کر پریس انفارمیشن بیورو سرینگر میں بطور اسسٹنٹ انفارمیشن آفیسر تعینات رہے۔ عبدالغنی شیخ نے ریاست کے مختلف محکمہ جات میں اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا اور اس دوران کافی تجربات اور مشاہدات حاصل کئے۔ شیخ صاحب ریڈیو کشمیر سرینگر میں بھی نیوز ایڈیٹر بھی رہے اور آخر ملازمت سے سبکدوشی کے بعد اسلامیہ ہائی اسکول لیہہ لداخ میں بحیثیت پرنسپل کئی برس تک اپنے فرائض انجام دیئے۔

عبدالغنی شیخ ایک معروف افسانہ نگار، ناول نگار اور ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ لداخ کی تہذیب وتاریخ اور ثقافت کے معتبر و مستند مورخ اور محقق تسلیم کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے تاریخِ لداخ کے حوالے سے کئی اہم کتابیں تصنیف کیں جن میں ''لداخ......تہذیب و ثقافت''، ''لداخ......محققوں اور سیاحوں کی نظر میں''، ''لداخ آزادی کے بعد''، ''Reflections on Ladakh, Tibet & Central Asia'' قابلِ ذکر ہیں۔ ان کے تین افسانوی مجموعے چھپ چکے ہیں جن کے نام ''زوجیلا کے آر پار''، ''دوراہا'' اور ''The Forsaking Paradise'' ہیں۔ انہوں نے دو اہم ناول صفحۂ قرطاس پر لائے ہیں۔ ''وہ زمانہ'' اور دِلی تو ہے۔ اس ناول پر انہیں اکیڈیمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز کا بہترین کتاب کا ایوارڈ مل چکا ہے۔ شیخ صاحب کی دیگر ادبی کاشوں میں ''قلم......کار اور کتاب''، ''اسلام اور سائنس'' اور ایک سوانحِ حیات ''صنم نربو'' قابلِ ذکر ہیں۔ عبدالغنی شیخ کو ۱۹۷۶ء میں بچوں کے عالمی دن پر ریاستی سرکار نے خصوصی انعامات سے نوازا ہے۔ جبکہ اکیڈیمی کے توسط سے گاندھی جی کی صد سالہ برسی پر انہیں ''گاندھی جی......حیات اور فلسفہ'' کی دستاویز مرتب کرنے پر خصوصی اعزاز دیا گیا ہے۔

عبدالغنی شیخ نے ادب، تاریخ اور فلسفہ کے حوالے سے بین الاقوامی سیمیناروں میں شرکت کرنے کے لئے کئی ممالک کا سفر کیا جن میں انگلینڈ، فرانس، سوئزرلینڈ، اٹلی، ترکی، جرمنی، ڈنمارک، برازیل، سنگاپور، پاکستان، ایران، ہالینڈ، سعودی عرب وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

عبدالغنی شیخ صاحب آج بھی اپنی تحقیقی اور تالیفی مشاغل میں مصروف ہیں اور ملک بھر کے اردو رسائل میں اُن کے مقالے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اکیڈیمی کے اردو جریدہ ''شیرازہ'' میں اُن کے مضامین تواتر سے چھپتے رہتے ہیں۔

پران کشور

سرکردہ ادیب، فنکار، مصور اور ڈراما نگار پران کشور جنوری ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوئے۔ اُنہوں نے سرینگر کے ایک مقامی کالج سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ ابتدا ہی سے اُن کا رجحان تھیٹر کی طرف رہا ہے۔ ۱۹۴۳ء سے اسٹیج ڈراموں میں عملی طور پر حصہ لینا شروع کیا اور طالب علمی کے زمانے میں ایس۔ پی۔ کالج اور امر سنگھ کالج میں ڈرامہ کلب کی تشکیل دی۔ وہ انڈین پیپلز تھیٹر (کشمیر برانچ) اور نیشنل کلچرل فرنٹ کے بنیادی ممبر رہ چکے ہیں۔ وہ ۱۹۴۷ء سے لے کر ۱۹۵۰ء تک نیشنل کلچرل فرنٹ کی تھیٹر شاخ کے صدر رہے۔ اُنہوں نے کشمیر میں تھیٹر تحریک کو جدید فنی رجحانات سے متعارف کرانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

پران کشور نے کئی اسٹیج ڈراموں کی ہدایت دی ہے اور کئی ٹیلی ویژن ڈرامے ترتیب دیئے ہیں جن میں:

۱......''گل گلشن گلفام'' ۴۵ر اقساط (بہترین ڈرامہ ایوارڈ ۱۹۹۳ء)
۲......''جنون'' ۶۰۰ر اقساط
۳......''سایہ دیوار کے'' ۲۱ر اقساط
۴......''گھٹن'' ۵۲ر اقساط
۵......''منزل'' ۵۲ر اقساط
۶......''نورجہاں'' ۲۵۰ر اقساط

پران کشور نے دینا ناتھ نادم کے مشہور اوپیرا ''بونبر یمبرزل'' اور علی محمد لون کے اردو ڈرامے ''دیوانے کا خواب'' کی بھی ہدایت دی ہے۔ ''خالو جان کا خواب'' وغیرہ شامل ہیں۔ انہوں نے ریڈیو کے لئے تقریباً سات سو ڈراموں کی ہدایت کاری کی ہے اور ہیئت، تکنیک اور موضوعات کے اعتبار سے ریڈیو ڈراموں کو نئی اقدار سے ہم آہنگ کیا ہے۔ وہ کشمیری زبان کی پہلی فلم ''مائز راتھ'' کے معاون ہدایت کار بھی رہے ہیں جسے ۱۹۶۴ء میں صدرِ جمہوریہ کی طرف سے چاندی کا تمغہ عطا کیا گیا۔ انہوں نے کشمیری اور اردو دونوں زبانوں میں بنائی گئی فلم ''شاعرِ کشمیر مہجور'' کے معاون ہدایت کار کی حیثیت سے بھی کام کیا ہے۔ اس فلم میں اُنہوں نے اداکاری کے جوہر بھی دکھائے۔

پران کشور ایک اچھے مصور بھی ہیں اور اُنہوں نے ساہتیہ اکیڈیمی ایوارڈ، آکاش وانی ایوارڈ، جموں وکشمیر کلچرل اکیڈیمی ایوارڈ اور حکومتِ جموں وکشمیر کا سٹیٹ ایوارڈ بھی حاصل کیا ہے۔ اس کے علاوہ اُن کو کئی اداروں کی طرف سے لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈوں سے بھی نوازا گیا ہے۔ کلچرل اکیڈیمی نے اُن کے اعزاز میں ''ممتاز ہمعصر سے ملئے'' سیریز کے تحت کئی پروگرام کئے۔

ساہتیہ اکیڈیمی کی طرف سے شیخ العالمؒ پر سمپوزیم

حضرت شیخ العالمؒ کے کلام پر مزید تحقیق کی ضرورت پر زور

۱۹ر اکتوبر ۲۰۱۲ء کو حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ کے ۵۷۴ رویں سالانہ عرس کے موقعہ پر ساہتیہ اکیڈیمی نئی دہلی نے کشمیر مرکزِ ادب وثقافت چرارِ شریف اور جموں وکشمیر کے محکمہ اطلاعات کے اشتراک سے چرارِ شریف میں ایک عظیم ادبی تقریب کا انعقاد کیا جس کا مقصد حضرت شیخ العالمؒ کی جانب سے جموں وکشمیر میں سماجی و مذہبی میدان میں انجام دی گئی خدمات کو اُجاگر کرنا تھا۔ تقریب میں مقررین نے حضرت شیخ العالمؒ کے کلام پر مزید تحقیق کی ضرورت پر زور دیا۔ تقریب میں ساہتیہ اکیڈیمی کی جانب سے ادبی سرگرمیوں بشمول ''میٹ دی رائٹر'' پروگرام کا انعقاد کیا گیا جس میں غلام نبی گوہر کی عزت افزائی کی گئی۔ تقریب میں سوال وجواب کا ایک سیشن بھی ہوا جس میں گوہر صاحب سے اُن کے ادبی سفر کے بارے میں سوالات کئے گئے۔ اس موقعہ پر ادب عالیہ اور سیاسیات سے وابستہ شخصیات کے علاوہ سامعین کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ اس موقعہ پر نامور ادبی شخصیات شیخ العالمؒ سٹڈیز سے متعلق سینٹر برائے تحقیق کے ڈائریکٹر پروفیسر بشر بشیر، پروفیسر شاد رمضان، پروفیسر نسیم شفائی، ایگزیکٹو ممبر ساہتیہ اکیڈیمی ڈاکٹر عزیز حاجنی، رنجور تلگامی، جی۔ این۔ ادفر، ابو نعیم، علی احسان، عنایت گل، ستیش ول نے حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ کی پاک زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مقالات پڑھے۔ کشمیری ادب اور فن وتمدن میں حضرت شیخ العالمؒ کی خدمات کی زبردست تعریف کرتے ہوئے حضرت شیخ العالم کی تعلیمات اور اُن کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مزید تحقیق کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ اس موقعہ پر تین کتابوں بشمول محمد یاسین مخدوش کی کتاب ''ینہ سبدکھ فراموش''، محمد عبداللہ وانی کی ''عشقِ رحیم'' اور صوفی شاعر فقیر نثار احمد دلدار کی ''نعتِ شفیع المذنبینؐ'' کی رسمِ رونمائی انجام دی گئی۔

ریڈیو کشمیر سرینگر میں ادبی تقریب کا اہتمام

ریڈیو کشمیر سرینگر کی طرف سے ۱۱ر دسمبر ۲۰۱۲ء کو معروف کشمیری ناول نگار اور شاعر غلام نبی گوہر سے ''ملاقات'' کا اہتمام کیا گیا۔ اس پروگرام میں متعدد شعراء، ادیبوں اور دانشوروں نے شرکت کی۔ مہمانوں کا استقبال پروگرام سیکشن کے سربراہ شمشاد کرالہ واری نے کیا۔ غلام نبی گوہر نے اس موقعہ پر اپنے ادبی سفر کا اجمالی خاکہ پیش کیا۔ اس موقعہ پر غلام نبی آتش اور عبدالاحد کے تحریر کردہ تحقیقی مقالات پیش کئے گئے۔ نامور ادیب پروفیسر رحمٰن راہی، پروفیسر محمد زماں آزردہ اور صحافی احمد علی فیاض نے غلام نبی گوہر کی خدمات پر روشنی ڈالی۔

''فنِ خطاطی مختلف ادوار میں''

سرینگر میں نمائش

آرکیولاجیکل سروے آف انڈیا اور اِنٹیک (INTACH) کی طرف سے ۲۸ر نومبر ۲۰۱۲ء کو سرینگر میں ''فنِ خطاطی......مختلف ادوار میں'' کے موضوع پر ایک شاندار نمائش کا اہتمام کیا گیا جس میں ہندوستان میں اسلامی خطاطی کی ابتداء، اس کے مختلف مراحل اور موجودہ صورتِ حال کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اس نمائش کا اہتمام گنپت یار حبہ کدل کے لل دید میموریل ہال میں کیا گیا جس میں ہندوستان میں دورِ سلاطین اور مغلیہ عہد میں تعمیر کی جانے والی عمارات میں لگے خطاطی کے کتبوں، فنِ خطاطی کے نادر ونایاب نمونوں اور اس کی تفصیلات کو نفاست کے ساتھ آراستہ کیا گیا تھا۔ نمائش کے افتتاح کے موقعے پر شائقینِ فن کے ساتھ ساتھ آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا کے ڈائریکٹر غلام السدین خواجہ، سابق ڈائریکٹر جنرل ٹورازم محمد سلیم بیگ اور دیگر سرکردہ شخصیات موجود تھیں۔ فنِ خطاطی اور کتبہ نویسی سے دلچسپی رکھنے والی سرکردہ شخصیات نے نمائش کا مشاہدہ کیا۔

لِکر گنپہ کی تاریخی اور مذہبی اہمیت اُجاگر کرنے کے لئے

اکیڈیمی کے لیھہ آفس کی طرف سے سمینار

اکیڈیمی کے لیہہ آفس کی طرف سے ۳ر نومبر ۲۰۱۲ء کو لِکر گنپہ میں تاریخی لِکر گنپہ کی اہمیت اُجاگر کرنے کے سلسلے میں ایک روزہ سمینار کا اہتمام کیا گیا۔ ڈاکٹر وانگچوک دُورجے ڈائریکٹر انسٹی چیوٹ آف سنٹرل لینگویجز اس موقعے پر مہمانِ خصوصی تھے اور اس کانفرنس میں لداخی زبان کے سرکردہ سکالروں نے اپنے مقالے پیش کئے اور لِکر گنپہ کی تاریخی اور مذہبی اہمیت اُجاگر کی۔ اس موقعے پر غیر ملکیوں کی ایک اچھی خاصی تعداد بھی موجود تھی۔